Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 01، جون-2024

Intellectual Tendencies of Shahzad Ahmad's Poems

شہزاد احمد کی نظموں کے فکری رجحانات

1. علیم مختار

ایم فل اُردو سکالر جی سی ویمن یونیورسٹی فیصل آباد ،

2. بازغہ قندیل

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، جی سی ویمن یونیورسٹی فیصل آباد۔

1. Aleem Mukhtar
M.Phil. Urdu Scholar, Govt. College Women University Faisalabad.
2. Bazghah Qandeel
Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. College Women University Faisalabad.

ISSN
eISSN: 2789-6331
pISSN: 2789-4169

CC BY

Copyright: © 2024 by the authors. This is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract: Literature presents the experiences of human life in beautiful terms. It is human nature to see, think, understand, explore and gain experiences in life. Literature supports to express it. That's the reason why Shahzad Ahmed chose poetry for his emotions and feelings. He also experimented in other genres. You had a multifaceted personality. Through his poetry, as if feeling loneliness, sufism, chaos, self-preservation, purposelessness, futility and migration, the most important subject that he adopted was human psychology. He was also a translator, poet and critic. You made the important topics related to men and men the subject matter. You are also seen as a Sufi. Enlightenment also found in his words. Shahzad Ahmed had also studied science and philosophy. The effects of this can be seen in your poetry. His academic, literary, and creative abilities are diverse and enviable. He was also a great poet, translator and biographer. The topics are diverse. The thrill of the passing moments and the sight of the coming moments. Is. You are very simple, smooth and have common sense. Shahzad Ahmed also described human psychology in a general sense. What did you do? The poetry of your different topics. The colours are overlaid. They have a different personality, tone and style of feeling.

Key words: Human Psychology, Intellectual, Tendencies, Enlightenment.

شہزاد احمد ادبی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ وہ نہایت کثیر المطالعہ شخصیت کے حامل تھے۔ شاعری کے علاوہ بطور مترجم بھی اپنا لوہا منوایا۔ سائنسی و فلسفیانہ موضوعات بھی اُن کے زیرِ بحث رہے ۔شاعری کے ساتھ شروع سے ہی لگاؤ تھا۔ ان کی نظموں میں فکر اور جزبے کی گہرائی موجود ہے۔ آپ نے نہ صرف شی بلکہ نظم میں بھی طبع آزمائی کی تراجم بھی تحریر کیے ۔ سائنسی موضوعات سے ابتدا ہی سے شغف تھا۔ جن کا اظہار ان کے مجموعوں کی نظموں سے بخوبی نظر آتا ہے ۔ موضوعات کو نئے پن اور اچھوتے لب و لہجے میں بیان کرتے نظر آتے ۔ محبت کی زبان ، اخلاقی اقدار کا زوال پذیر ہونا ، سیاسی ، سماجی ، معاشی اور خصوصا معاشرتی عوامل کا بیان ملتا ہے ۔ محبت کو مختلف انداز میں تحریر کرتے نظر آتے ہے۔ محبت جس کے بغیر زندگی کا تصور نہیں۔ اور اس جذبہ کو اور اس سے پیش آنے والے دیگر عوامل کا بیان بھی ملتاہے اِس کا اظہار وہ ۔سانولی "کے نام سے کرتے دکھائی دیتے

اس کا سلونا جسم

کہ جیسے دھوپ کی رنگت مل جائے

جیسے دھوپ کی تیز ساعتیں

چمک چمک سبھی لائیں1

فکر نئے نئے موڑ لیے دکھائی دیتی ہے ۔ جو کہ نت نئے حوالوں سے بیان کرتے۔ حقیقت شناسی کا عنصر بھی موضوع سخن رہا۔ جس کو شہزاد احمد نے نہایت مفصل سے بیان کیا۔ اور مذہبی تہواروں سے متعلق بھی فکر کو منفردانداز سے پیش کرتے۔ فکر متنوع رنگ ڈھنگ اپنائے ملتی ۔ وسیع المطالعہ ، عمیق نظر ، اور حالات و واقعات اور جزبات ،تجربات نے آپ کی فکر میں مزید وسعت کی حامل بنی۔

"پچاس کی دہائی کی نظمیں مجموعی طور پر رومانی ساٹھ کی دہائی کی نظمیں بیشتر فلسفہ و نفسیات اور سائنسی اور ستر کی دہائی کے ابتدائی دو سالوں کی نظمیں سائنسی و انقلابی موضوعات پر مشتمل ہیں ۔ یہ موضوعات جہاں ان کے عہد کی عکاسی کرتے ہیں ۔وہاں پر خود شہزاد احمد کی فکری زندگی میں آنے والی تبدیلیوں کی نشاندہی بھی کرتے ہیں ۔2 "

وہیں پر ان کے یہاں نئے پن کا اظہار بھی ملتا ۔ علیقیبیت کے بجائے نئے پن کے متلاشی نظر آتے۔اور ان کی فکر نیا روپ اپنائے دکھائی دیتی ہے۔ اُن کے مجموعہ" خالی آسمان "میں نظمیں مارشل لاء کے دور میں پیش آنے والے حالات و واقعات کی آئینہ دار ہیں۔ ے ۔ اور اس مارشل لا کی وجہ سے پیش آنے والے حالات و واقعات کو نہایت چابکدستی سے بیان کیا۔

زمین اپنے لہو سے آشنا ہونے والی ہے

بہت کچھ ہو چکا اب انتہا ہونے والی ہے

جہاں ان حالات نے دوسرے لوگوں کو متاثر کا وہی شہزاد احمد بھی اسکا شکار ہوئے، اور انہوں نے ان سب کو نہایت عمدگی سے اپنی نظموں کا حصہ بنایا ۔ وہیں پر فکری دھارے کو موڑتے ہوئے انہوں نے غاصبانہ رویے ، اور ناجائز تسلط پر بھی نظمیں تحریر کیں ۔ آزادی کے دوران پیش آنے والے مصائب ، اور ظلم کی داستان کو رقم کیا۔ ۔

"خالی آسمان کی وساطت سے ایک ایسے شاعر سے ہماری شناسائی اور گہری ہوتی ہے ۔ جس کا ایک فکری مزاج بھی ہے۔ جو زندگی کی تبدیلیوں سے آشنا ہے۔ اور جسے معاشرتی انصاف کی تمنا ہے "3

متنوع موضوعات کی حامل سوچ کو جن شعری سانچوں میں خاص طور پر نظم کے پیرائے میں جس مہارت سے بیان کیا وہ ان ہی کا خاصہ ہے۔ نظموں میں جس فکر کا غلبہ نظر آتا ہے ان کے ہاں وہ کائنات، خدا اور موت کے بارے میں سوالات کرتے دکھائی دیتے ۔ ان کی نظموں میں تشکیک کا پہلو بھی ہے۔ جو ایک الگ منظرنامہ بیان کرتا ہے۔

اترے میری خاک پر ستارہ انسان ، خدا اور کائنات کے مثلث پر پڑنے والی دراڑوں کا بیان ہے۔ آدمی جو کہ نہ خدا کو پہچان سکا نہ کائنات سے ہم آہنگ ہو سکا۔ بلکہ اس کی پہچان سے بھی محروم ہو گیا۔ جو اس نے اپنے لیے منتخب کی تھی۔ خودی کا ترجمان نہ رہا۔ ان کی سوچ کا تشکیکی پہلو جو نہ پہلے دنیا کے رُخ پر چلتا تھا۔ اب اس کی گردش خود آدمی کی طرف ہو گئی۔ نہ خود کو پہچان پایا نہ کائنات سے آشنا ہو سکا۔ جو کہ اب معدومیت کی علامت ہے۔ انسان اور انسانی صورتحال کی مختلف جہات کو تواتر کے ساتھ پیش کرتے نظر آتے۔۔ "

کیا میں خلاؤں میں کھڑا ہوں

یا میں خود بھی ایک خلا ہوں

اور اگر میں خود خلا ہوں

تو یہاں موجود کیا ہے ؟

کون ہے یہ جو سوچتا ہے؟

سوچتے رہنا بھی شاید

ایک محرومی ہے--اک معدومیت ہے

اور میں شاید نہیں ہوں4

شہزاد احمد روایت پرست شاعر نہیں۔ بلکہ اوائل سے ہی نئے نئے مضامین اور نئے پیرؤں کے متلاشی نظر آتے۔ ان کا شمار ان شعرا میں ہوتا ہے۔ جو بنے بنائے سانچوں سے مطمئن نہیں ہوتے۔ بلکہ اپنے لیے خود راہ ہموار کرتے ۔ تخلیقی عمل سے زیادہ نئے پن کے آرزو مند زیادہ تھے۔ دنیا کو اور اس میں پیش آنے والے حالات واقعات کو اور احساسات و جذبات کو وہ اپنے زاویے سے پرکھتے اور اچھوتے پیرایوں میں بیان کرنے کی سعی کرتے ہے۔ وہی پر اعلیٰ انسانی قدروں کی زوال پذیر ہونا۔ جس کی بدولت انسان کا مقام کو اور

سرمایہ داری نظام نے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے خود خدا کے وجود کو معرضِ سوال بنا کر رکھ دیا ہے۔ اور اب یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے خدا اور انسان مارکیٹ میں بڑھتے گھٹتے ریٹ کی مانند ہیں۔ اور یہی حال انسانی اقدار اور انسانیت کا ہے ۔ جس پر شہزاد احمد کڑھتے نظر آتے ۔ فکری طور پر بھی پرانے موضوعات بھی کثرت سے پائے جاتے ہے۔ مگر ساتھ ہی موضوعات کو نئے قالب میں ڈھالنے کا بھی جتن کیا ۔ فکر کہیں ایک موضوع یا نکتے پر مرکوز نہیں ۔ بلکہ زندگی ور اس کے اسرار و رموز کی کھوج میں وہ مصرفِ عمل رہے۔ اور فکری حوالے سے تروتازہ موضوعات کی نظمیں تخلیق کیں۔ جذباتی شاعر کی بجائے عقلی شاعر تھے۔ جہاں پر نظمیں جذبات کی ترجمانی کرتی ہیں وہی عقلی عوامل کی کسوٹی پر پورا اترتی ہیں ۔ فکری سطح پر تعقل پسندی کا عنصر حاوی نظر آتا۔ اور فکر کو نہایت اچھوتے لفظوں میں یوں بیان کیا کہ ہر موضوع فکر اپنے آپ میں کُل کی مانند ہے۔

شہزاد احمد کی نظم نگاری کا جائزہ لیتے ہوئے جو خاص پہلو ہمیں سب سے زیادہ متاثر کرتا ہے وہ ان کا موضوعاتی تنوع ہے۔ ان کی نظمیں ذاتِ انسانی سے لے کر کائنات کی گہرائیوں تک مختلف اور متنوع مضامین و افکار پر پھیلی ہوئی ہیں۔ جہاں ان میں ذاتی تجربے بھی ہیں، نفسیاتی حوالے سے بھی،علاقائی اور سماجی حوالے سے بھی بہت سی وارداتوں کا اظہار ہوا ہے۔5"

ان کی فکری اُپج مادیت پرستی کی عکاس ہے۔ جہاں انسان تنزلی کی جانب تیزی سے گامزن ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ انسان اور اس سے وابستہ قدریں بے معنی ہو چکی ہیں۔ اب ہر بات کا فیصلہ اکانومی پر ہوتا ہے۔ انسان نے منافع کے حصول کے لیے اپنے آپ کو اور اس زمین کے وجود کو داؤ پر لگا دیا ہے۔ اجتماعی انسانی سوچ کا خاتمے اور انسانی وجود کو لاحق خوفناک خطرات کے باوجود انسان روزمرہ زندگی گزارنے پر اتنا مجبور کر دیا کہ اب اس کے پاس ان خطرات پر غور وفکر کرنے اور ان سے بچنے کا ذریعہ تک نہیں معلوم ۔ ہر آدمی غفلت کا شکار ہے۔ اور اگر کہیں اس غفلت سے چھٹکارا چاہتا بھی ہے ۔مگر اسی زندگی کو گزارنے پر مجبور ہے۔ اسی انسانی بے حسی وبے چارگی کو موضوع سُخن بنایا۔ زیادہ کی ہوس اور کم پر قناعت نہیں ۔ جس موضوع کی طرف رجحان کثرت سے دیکھنے کو ملتا ہے وہ سائنسی شعور اور عقلی عناصر کی کار فرمائی ۔ ظلم و جبر کے خلاف احتجاج نہ کرنا ظلم کرنے کے مترادف ہے۔ انسان مادیت پرستی میں خود کو اتنا مدغن کیے نظر آتا کہ واپسی کا امکان تک ممکن نہیں۔

"عام طور پر ان کی نظمیں لفظیاتی پھیلاؤ میں مختصر ہیں۔ لیکن معنوی طور پر نہ صرف اس سیارے اور اس پر موجود زندگی کی تقدیر پر غور و فکر پر مسائل کرتی ہیں۔ بلکہ اس تمام عوامل کو کائناتی تناظر میں دیکھنے کی دعوت بھی دیتی ہیں۔6

اور کبھی) میں (اور تم کا فکری تناؤ اور کشمکش کی جھلک بھی نظموں میں نمایاں ہے۔ انسان میں " میں "کا پایا جانا اور اس" میں "انسان اس قدر ڈوبا ہوا ہے کہ خود کی پہچان ناممکن ہو گئی ہے۔ اور دنیا تو جیسے صرف" "کے لیے ساز گار ہے۔ ۔ موت کے موضوع سے متعلق ان کی فکر منفرد میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ موت کے تجربے کو وہ نت نئے پیرایوں میں بیان کرتے۔ موت سے دوچار ہونا اور اتنا قریب سے موت کو دیکھنا اور اس دوران پیش آنے والے حالات و واقعات کو یوں بیان کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ" ٹوٹا ہوا پل " کے نام سے کتاب کی صورت وہ تجربہ منظر عام پر آیا۔ اور اس صدمے کی واردات کا انداز کے اُن کے اس شعر سے بخوبی ہوتا ہے۔

ایک ایسی رات میں نے تیری فرقت میں گزاری ہے

پھر اس کے بعد مجھ کو موت سے ڈر نہیں آیا

فکری رو جہاں کا جھکاؤ اخلاقی قراروں کی زوال پذیری اور سماجی مساوات کی طرف ملتا ہے ۔ اور شہزاد احمد کے ہاں جس کی تعمیر کا حل وہ انسانی جدو جہد میں مضمر قرار دیتے۔ یہی نہیں بلکہ شر پسند عناصر کو بھی آئینہ یوں دکھاتے ۔

حشر سے پہلے بھی اک حشر ہے اس دنیا میں

موت پوشیدہ ہے ہر لمحے میں

ہر گھڑی کشمکش باطل وحق ہے جس میں

وقت آئینہ دکھاتا ہے گنہگاروں کو

زندگی اس میں نظر آتی ہے بیداروں کو

روشنی ان کے لئے ہے کہ جو دل رکھتے ہے7

فکری روانی میں تنوع کے ساتھ ساتھ کامیاب فطری رحجان بھی رواں دواں ہے۔ نظم" نئی پود "اس کی عکاس ہے ۔

اڑکر گل نو بہار کی باس

آئی ہے اداس وادیوں میں

کھلتے ہوئے سر کشیدہ پودے ہاتھوں کو ہلا کر کہہ رہے ہیں

اے دوڑتے وقت کے پیمبر

جھکتے ہوئے پیڑ کو بتا دے

ٹوٹی ہوئی شاخ کو سنا دے

ان کہر کی وادیوں کے پیچھے

سورج کی نماز تیں جواں ہیں

اور وقت کے قافلے رواں ہیں8

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 01، جون-2024

ان کی نظموں میں کائنات سے کہنگی و یک رنگی کا رنگ اتارنے کی آرزو، وسعت کائنات کی شور بھری ویرانی میں کرہ ارض کی بگڑتی صورتحال کا احساس، فطرت کی طرف مراجعت کی طلب ، اور قومی زیاں کی کسک کے علاوہ خالص انسانی جذبوں کی بابت بھی ملتی ہیں۔ رب نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اور شعور سمیت ان گنت نعمتوں سے نوازا۔ یہ جنگل، صحرا، سمندر انسان کو کچھ اور سوچنے کا موقع ہی کب دیتے۔ کائنات اتنی وسعت کی حامل ہے کہ انسان کی سوچ کم پڑ جاتی۔ اور یہی سب کچھ میرے اندر ہو جیسے۔ جو سب باہر ہو رہا۔ فکرِ معاش کہ کچھ اور سوچنے ہی کہا دیتی ہے۔ یہ سب کا فکری بیانیہ شہزاد احمد کی نظموں کا وصف ہیں۔ اس سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ سمند جتنا گہرا ہوتا اس میں وسعت کا عنصر اتنا ہی بے بہا ہوتا - اور یہی صورتحال شہزاد احمد کی نظموں میں فکری پہلوؤں کی ہے۔ جو مختلف انداز سے رنگ برنگے لفظوں کے سانچوں میں ڈھلے رواں دواں ہیں ۔

انسان اور اس کی زندگی میں درپیش آنے والے حالات واقعات اور تجربات کا بیان بھی ان کی نظموں میں پایا جاتا ہے۔" ایک چراغ اور بھی "مجموعہ کی نظمیں اس سب کی بابت معلوم ہوتی ہے ۔ جو کہ زندگی معلوم ہے۔ جو کہ زندگی کی ترجمان ہیں ۔ تو کہیں میں معاشرے سے وصول کیے ہوئے رویے جو شہزاد احمد کے فکر میں منعکس ہوئے ۔

" شہزاد احمد کی فکری تربیت کاا یک خاصا یہ بھی ہے کہ وہ صاحب مطالعہ تھے بلکہ کثیر المطالعہ تھے ۔9"

پرانے موضوعات کو نئے قالب میں ڈھالنے کا تجربہ بھی کیا۔ موضوعات کو ایسی زبان اور طرز دی کہ عہد حاضر کی حسیت کے اظہار کی ذمہ داری اٹھائے نے قابل نظر آتے آتے ۔ اور ان ہی فکری پہلوؤں کو انہوں نے اپنے باطن سے پھوٹنے والے استفہام کے ساتھ آمیز کرکے جدید موضوع موضوعات تراشے جو کہ اس معاشرے کے انسانوں کے بنیادی مسائل ہیں۔ فکری سفر کہیں بھی جامد نہیں ۔ بلکہ پیچیدہ سے پیچیدہ موڑ سے بھی بےخوف و خطر گزر جاتے۔ اور موضوعات انوکھی فکر میں انفرادیت اور فن کاری کے نئے نئے امکاں پوشیدہ ہیں ۔شہزاد احمد کی نظموں میں عالم حاضر سے لے کر عالم غیب تک فکری و شعوری ادراک موجود ہے۔ اور اس ادراک کے حصول کو" آگہی " کا نام دیا جاتا ہے۔ اور اس" آگہی"نے شہزاد احمد کو ہمیشہ مضطرب رکھا۔ سیاسی، سماجی ، تہذیبی و ثقافتی

معاملات پر گہری نگاہ رکھتے۔ روایات کی پامالی اور اقتدار کی بے حرمتی ان کو خون کے آنسو رلاتی ۔ انسانیت کو سب سے بڑا مذہب سمجھتے ۔ ان کی نظمیں اسی جذبے کی شرینی میں کو گوندھی ہوئی فکری بالیدگی کا اظہار رہے ۔

تم سمجھتے تھے کہ ہے نیند میں دنیا

اور تم دیکھتے تھے جاگتی آنکھوں سے وہ خواب

جن کا انجام تباہی تھا، تباہی کے سوا کچھ نہ تھا

تم تباہی کے خریدا تھے بیوپاری تھے

اور حق بات سے انکاری تھے10

حساس انسان کا شعور بھی نظموں میں ملا جلا ہوا ہے۔۔ فکری لحاظ سے نظمیں تنوع کے حامل ہیں۔ جن میں سیاست بھی، مذہب بھی ہے، معاشرت بھی ، معیشت بھی ،اور زندگی کے اتار چڑھاؤ پر کاری ضرب لگاتے ۔ سماجی سطح پر انسانی رویوں کا دوغلا پن ،منافقت، تہذیبی انتشار،معاشی ناہمواری سے جنم لینے والے سانحات اور کئی پہلوؤں پر ملےجلے احساسات نے انہیں بحیثیت شاعر اور ایک دانشور کے طور پر زندگی کے حقائق سے روبرونظر آتے ۔ شعور اور عقل زندگی کی علامت ہے۔ اقبال کے نزدیک فکر کو ہمیشہ بلند رکھنا چاہیے ۔ فکر کی بلندی ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔ اقبال کی طرح شہزاد احمد بھی اس بات کو اپنا فرض سمجھتے اس بات کو اپنا فرض سمجھتے ہوئے اپنی نظموں کے ذریعے سے عوام اپنا شعور کو بیدار کی سعی کرتے ۔ تاکہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔ وہ سماجی شعور کو بھی اجاگر کرتے دکھائی دیتے۔ فکری بالیدگی و حسن و لطافت کے امتزاج سے بھرپور نظمیں ملتی ہیں ۔ جو واردات قلبی کے موضوعات کی بازیافت کو معلوم ہوتی وہی معاشرے سے وصول ہونےوالے ، لینے والے موضوعات بھی متنوع پیرایوں میں تحریر کرتے ۔ فکری پرواز پوری طرح سے جامع انداز میں جاری و ساری ہیں ۔ فکری کڑیاں کہیں بھی بوجھل محسوس نہیں ہوتی ۔

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 01، جون-2024

شہزاد احمد کے ہاں وقت اہم کڑی ہے۔ وقت کی قدر و قیمت سے بخوبی واقف تھے۔ اور دوسروں کو بھی وقت کی قدر کرنے کی تلقین کرتے ۔ فکری طور نظموں میں حساس انسان کے شعور کی جھلکیاں بھی ساتھ ساتھ نظر آتی ہے۔ اپنے نظریات کو کسی خاص تحریک سے واسطہ وابستہ نہیں کیا۔ اُن کی مشاہداتی قوت ، ترفع تخیل اور عصری آگہی نے ان کی نظموں میں فکر کو نئی نئی صورتوں سے متعین کیا۔ نظموں میں اکثر جگہ پر وہ ماضی سے رشتہ استوار کرتے دکھائی دیتے ۔ وہ کہنہ یادوں کو فراموش نہیں کرتے ۔ ان کی نظمیں فکری آہنگ اور اردو ادب کے قیمتی شہ پاروں میں ایک منفرد کو اہم حیثیت رکھتی ہیں۔ مرگ و زیست کے درمیان تمام موضوعات کو نظموں کا حصہ بنایا ۔ ان کا کمال یہ کہ زندگی کے انہوں نے زندگی کے عمومی پہلوؤں کو لے کر ان میں اپنی فکر کا رنگ بھر کر ان کو آفاقی کر دیا ۔ تو کبھی بھری دنیا میں تنہا محسوس کرتے خود کو۔ اس کی فکری زاویہ نظر وسعت کی حامل۔ جو کٹھن ہ سے پیچیدہ موضوعات اتنے عام فہم زبان میں بیان کرتے کہ مفاہیم قاری کہ سمجھ میں بآسانی آ جاتے۔ ان کے نزدیک زندگی کا ہر لمحہ انوکھے اور دلکش اظہار کا متقاضی ہے۔ ان کا مشاہدہ بےحد وسیع ۔ اسی لیے وہ زندگی اور اس سے منسلک عوامل کو اپنی فکر کے دائرے میں لا کر انتہائی اچھوتے پن سے تحریر کرتے۔ ان کی نظمیں رموز حیات کی ترجمان ہیں۔ نظمیں فطرت کے قریب سادہ اور معصوم زندگی کی عکاس ہیں۔ اور یہی ان کی ل ہیشگی کا راز ہے۔ نظموں کا فکری کینوس وسعت کا حامل ہے ۔ اور تخلیقی تجربات کو تاریخی انسان کے وجودی ثمرات کے ساتھ ہم آہنگ کرکے ایسا جہان معنی تخلیق کیا۔ جس کی بے کراں وسعتوں سے نظم واقف نہ تھی۔ نظموں میں کھوکھلے پن کی بجائے نئے نئے تجربات و رجحانات کو فروغ دیا۔

"شہزاد احمد وژیبری شاعر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ فردِ واحد کے شدید دباؤ سے گزار کر اپنے تجربات کو عمومی بنا دیتا ہے۔ اس کی شاعری سوچ کی چکی میں سے گُزر کر کبھی مرہم ، تسلی اور مسائل کے باریک سلجھاؤ میں بدل جاتی ہے۔"11

وہ مستقبل کے خواب اور ماضی کی یادداشتوں کا ہاتھ نہیں چھوڑتے۔ شہزاد احمد کی نظموں میں اک جہاں معنی ہیں ۔ وہ کہیں تو آدمی کے اندر بے معنی پن دکھاتے تو وہی پر وہ انسان کے لیے معنی سے محرومی کو وجود سے محرومی گردانتے اور سوچ کی گرہیں اتنی الجھی ہوئی ملتی کہ جیسے حقیقت دراصل انسان کے نہ ہونے سے مشروط ہے۔ اور اس کو پانے کے لیے جو چیز کھونی پڑتی وہ خود انسان ہے۔

اور معاشرے کے علاوہ پوری انسانی صورتحال کو جدید تناظر میں بیان کرتے ۔ باہر کی دنیا کے موضوعات سے گزرتے گزرتے اندر کی دنیا تک فکری گوشوارہ پہنچتا۔ گوشوارہ پہنچتا ۔

انسانی وجود کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ان کی نظموں میں فکری پیرایہ نہایت منفرد تجربات کو سموئے ہوئے ہیں۔ کہ کہیں بھی فکری پرواز گھٹتی ہوئی معلوم نہیں ہوتی۔ اور نظمیں ان کی شخصیت کی پیچیدگی اور فن کے جملہ محرکات کو سمجھنے کی ایک کوشش ہے۔ شہزاد احمد کی نظموں میں ان کا فکری سفر کہیں بھی منتشر نہیں ہوا۔ ان کی نظمیں ان کی فکر اور زندگی کے سفر کی داستاں سناتی ہیں۔ نظموں میں جذبات و افکار کی کثرت کے ساتھ ساتھ لوازمات شعر اور دیگر فنی محاسن بھی بدرجہ اتم موجود ہے ۔ انسانیت کا درس دیتی ، اور کہیں سوالیہ انداز بھی اپنائے ہوئے ، حب الوطنی کا درس ، معاشرہ اور اس کے مسائل کا ادراک فطرت نگاری ان سب کی منظر کشی ان کی نظموں کی پہچان ہیں۔ جو ان کو اپنے معاصرین میں منفرد مقام دلائی ہے۔ ان کی نظمیں محبتوں ، صداقتوں ، پر خلوص جذبوں ، کا فطرت نگاری، سائنسی شعور، اور مادیت پرستی ،انسان کے اندر اور باہر کی دنیا معاشرے سے وصول ہونے والے تجربات ، غرض کہ زندگی کے جملہ حقوق کو ، سیاسی ،سماجی، اور اخلاقی مسائل ان سب کی ترجمان ہیں۔ فکری لحاظ سے نظموں میں ایک جہان آباد نظر آتا ہے۔ ان کی نظمیں زندگی پر غور فکر کی پیشکش کا عمدہ وسیلہ ہے۔ اور انسان پر ٹوٹنے والے مسائل کے لحاظ بے مائیگی اور ذلت محسوس کرتے ۔ اور وہ روح عصر کو شناخت کروانے کی کوشش کرے۔

حوالہ جات

شہزاد احمد، دیوار پہ دستک، لاہور :سنگ میل پبلی کیشنز ،2018 ، ص616

ضیاء الحسن ، ڈاکٹر ، پاکستانی ادب کے معمار، اسلام آباد : اکادمی ادبیات پاکستان ،2012 ، ص19

شہزاد احمد ، دیوار پہ دستک ،، لاہور : سنگ میل پبلی کیشنز ، 2018 ، ص850

شہزاد احمد ، اربوں سال کی دوری ، لاہور : سنگ میل پبلی کیشنز ،2018 ،

ص150

فوزیہ چوہدری ، ڈاکٹر ، شہزاد احمد کٹھن منزلوں کا شاعر ، مشمولہ : وجدان ، لاہور : شمارہ 18 ، اپریل 2009 ، ص 81

شہزاد احمد ، اربوں سال کی دوری ، لاہور : سنگ میل پبلی کیشنز ، 2013 ، ص 16

شہزاد احمد ، دیوار پہ دستک ، لاہور : سنگ میل پبلی کیشنز ، 2018 ، ص518

ایضاً ، ص649

ایضاً ، ص791

ایضاً ، ص141

شہزاد احمد ، معلوم سے آگے ، لاہور : الحمد پبلی کیشنز ، 1998 ، ص12

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر01، جون-2024

References :

1 . Shahzad Ahmad, Dewar Pe Dastak, Lahore: Sang e meel Publications, 2018, Pg 616

2. Zia-ul-Hasan, Doctor , Pakistani adab ke Mumar, Islamabad: Acadmi adbiyaat Pakistan, 2012 , Pg 19

3. Shahzad Ahmed, Deewar pe dastak, Lahore : Sang e meel Publications, 2018, Pg 850

4. Shahzad Ahmed, Arboo Saal ki doori , Lahore : Sang e meel Publications, 2018, Pg 150

5. Fozia Chohudary, Doctor, Shahzad Ahmed Kathan manzlo ka shair, Mashmula : Wajdaan, Lahore : shumara 18, April 2009, Pg 81

6. Shahzad Ahmad, Arbo Saal ki doori, Lahore : Sang e meel Publications, 2013, Pg 16

7. Shahzad Ahmad, Deewar pe dastak,Lahore : Sang e meel Publications, 2018, Pg 518

8. Also, Pg 649

9. Also, Pg 791

10. Also, Pg 141

11. Shahzad Ahmad, Maloom se Agye, Lahore : Al-Hamad Publications, 1998, Pg 12